نوجوانوں کے اخلاقی برائیوں کے عوامل واسباب اوراس کا راہِ حل قرآن وحدیث کی روشنی میں

عشرت ممتاز علی (پاکستان)

اشاریہ:

نوجوانی قوتوں، صلاحیتوں، حوصلوں، اُمنگوں، جفاکشی، بلندپروازی اور عزائم کا دوسرا نام ہے۔ کسی بھی قوم وملک کی کامیابی وناکامی، فتح وشکست وغیرہ میں نوجوانوں کا اہم کردار ہوتا ہے اور وہ قوم کے مستقبل کا قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں۔ اور اگر یہی نوجوان اخلاقی برائیوں میں پڑ جائیں تو یہ معاشرے میں بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔ اخلاقی اقدار کی موجودگی ہی کسی معاشرے کو مہذب بناتی ہے۔ ان کے وجود سے ہی معاشرتی ڈھانچہ اپنا وجود برقرار رکھتا ہے اور تہذیب نشوونما پاتی ہے۔ دور حاضر کے نوجوان طبقے کا ایک بڑا حصہ ان اخلاقی اقداروں کو فراموش کر چکا ہے اور مختلف قسم کی برائیوں میں مبتلا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ دینِ اسلام سے دوری ہے اسلامی تہذیب وتمدن کو روندتے ہوئے یہ نوجوان آج خود کو دنیا کی تیزرفتارترقی اور اس جہاں فانی میں کامیابی کے حصول کا خواہش مند دکھائی دیتا ہے مگر درحقیقت یہ نوجوان طبقہ گمراہی کے دہانہ پر کھڑا ہے اور یہ صورت حال مزید سنگین صورت اختیار کرتی جارہی ہے ان سب کے باوجود مایوس ہونے کے بجائے ہمیں قرآن وسنت کا دامن تھام لینا ہوگا، اس پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے اسلاف کی شان دار اخلاقی روایات پر چلیں تو اس اخلاقی زوال سے بچا جا سکتا ہے۔ اس تحریر میں بھی مصنفہ نے اپنی تمام صلاحتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے قرآن و حدیث سے اس سنگین مسئلہ کے حل کے لئے کوشش کی ہے تاکہ اس کو جان کر نوجوانوں کو اور اپنے معاشرے کو بگاڑ سے نکالا جاسکے۔

بنیادی الفاظ: نوجوان، اخلاق، عومل، قران، برائی۔

مقدمہ

جس مقالہ کو لکھنے کے لئے قلم اُٹھانے کی شرف حاصل ہوئی ہے وہ ہے ''بعنوان'' نوجوانوں کے اخلاقی برائیوں کے عوامل اور اس کا راہِ حل قرآن و حدیث کی روشنی میں: قوتوں، صلاحیتوں، حوصلوں، اُمنگوں، جفاکشی، بلندپروازی اور عزائم کا دوسرا نام نوجوانی ہے۔ کسی بھی قوم وملک کی کامیابی وناکامی، فتح وشکست وغیرہ میں نوجوانوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔

نوجوان آج کے باغ وبہار اور مستقبل کا قیمتی اثاثہ ہیں نوجوان ایسی نسل ہے جس کی ہر دور میں قدروقیمت رہی ہے ان کی تعلیمی یاتربیتی عمل میں کہیں ذراسی بھی کمی واقع ہو تو معاشرہ اضطراب کی کیفیت کا شکار ہو جاتا ہے آج کا معاشرہ بھی کچھ اسطرح کی صورتحال میں اُلجھا ہوا ہے جرائم کی اکثریت، معاشرتی بگاڑ، لادینیت کی اندھی تقلید، بدامنی، قتل وفساد اور ہر طرف بے سکونی کی فضا چھائی ہوئی دکھائی دیتی ہے ان مسلمان نوجوانوں کی گمراہی اور بے راہِ روی کی بنیادی وجہ دینِ اسلام سے دوری ہے اسلامی تہذیب وتمدن کو روندتے ہوئے یہ نوجوان آج خود کو دنیا کی تیزرفتار ترقی اور اس جہاں فانی میں کامیابی کے حصول کے خواہش مند دکھائی دیتے ہے مگر درحقیقت یہ نوجوان طبقہ گمراہی کے دہانہ پر کھڑا ہے یہ صورت حال مزید سنگینی اختیار کرتی جارہی ہے۔ غیر اسلامی رسومات، زرائع ابلاغ کا بڑھتا ہوا منفی سوچ اور دشمنانِ دین کے اچھے ہتھکنڈوں نے ان نوجوانوں کے فکروسوچ کو بڑی حد تک متاثر کیا ہے اور یوں یہ طبقہ گمراہی میں زیادہ مبتلا نظر آتا ہے۔

جوانی، زمانۂ نشاط عصر کارکردگی، اور عبادت سے حاصل کرنے کا وقت، تاریخ میں چند نوجوانوں کے زندہ و جاوید رہنے والے واقعات بھی محفوظ کئے ہیں۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام یا اصحاب کہف کے چند نوجوانوں کا ذکر وغیرہ۔

۔اس دور حاضر میں ہمیں نہیں معلوم کہ کتنے نوجوان جو اخلاقی برائیوں کا شکار ہیں کتنے نوجوان گمراہی کی طرف جارہے ہیں۔ اس کو بچانے کے لئے ہمیں کیا اقدام اُٹھانا چاہئے اسکے لئے ہماری کوشش ہے کی قرآن و حدیث سے اس کے حل ڈنڈھے اور تمام نوجوانوں کو اخلاقی برائی جیسے عوامل سے دور کیا جائے۔

مفہوم شناسی:

نوجوان: جوانی یعنی جس کی جوانی کا ابھی آغاز ہوا ہو۔ یا نوخیز، نوعمر، گھبرو نوجوانی سے مراد شباب، جوانی، بلوغ (فارسی اُردو، ص۱۱۵۹۔ فیروزۃ اللغات)

اخلاق:

خُلق کی جمع ہے جس کا معنیٰ پسندیدہ عادتیں، اچھی خصلتیں، اور خوش خوئی، اچھا برتاو کے ہیں۔ ۲
(دانشنامہ فاطمہ ج، دوم، ص، ۲۰۰ ۲۔)

برائی: بدی نقصان، خرابی، عیب و نقص، نحوست، شرارت، غیبت، بدگوئی، الزام و جھوٹ وغیرہ۔ ۳
(فیروزۃاللغات اُردو، ص ۱۹۳۔ ۳)

اخلاق یعنی اچھے اور برے صفات کو کہتے ہیں۔

اچھے صفات:

ان صفات کو کیا جاتا ہے جو انسان کی افضیلت و کمال کا باعث بنیں۔ جیسے عدالت، تواضع، خدا پر بھروسہ، بردباری، لوگوں کے لئے اچھائی چاہنا۔ لوگوں کے ساتھ اچھا گمان رکھنا سچ بولنا، امانتداری خدا کی مرضی پر راضی رہنا، خدا کا شکر، خوش اخلاقی، قناعت، شجاعت بہادری دین میں غیرت، ناموس میں غیرت انصاف، صلہ رحم، والدین کے ساتھ احسان، پڑوسیوں سے اچھا برتاو لوگوں کے ساتھ میل و محبت، اللہ سے محبت رکھنا، ہر مسلمان پر واجب ہے اچھے صفات نیک اخلاق کو پہچاننے اور ان صفات کو حاصل کرنے کی کوشش کو اچھے اخلاق کہتے ہیں۔

برے اخلاق: یا بد اخلاقی:

برے اخلاق یعنی ان صفات کو کہتے ہے جو انسان کی پستی اور ذلت کا سبب واقع ہوتے ہیں جیسے تکبر (خود کو بڑا سمجھنا) فقط اپنے کو چاہنا صرف اپنی تعریف کرنا، ظلم و ستم، اللہ پر بھروسہ نہ رکھنا، صبر نہ ہونا لوگوں کو پست و حقیر شمار کرنا لوگوں کے لئے برا چاہنا خدا سے راضی نہ رہنا، کینہ، حسد، ناشکری، چغلخوری، غصب و غصہ کرنا لالچ، جس چیز کا مستحق نہیں اس کی خواہش کرنا طمع کنجوسی دیکھاوے کے لئے کام کرنا، منافقت، دوسروں کے مال میں خیانت، فضول خرچی کرنا، دین اور ناموس میں بے حیائی، صلہ رحم کا ترک کرنا، والدین کو اذیت و رنج پنچانا، پڑوسیوں کو تنگ کرنا، لوگوں کے ساتھ برا سلوک بدگوئی، چاپلوسی، منصب کی خواہش، عیب تلاش کرنا، لمبی خواہش، ہر مسلمان کے لئے بری خصلتوں کا جاننا ضروری ہے اگر سعادتمندی اور نیک بختی چاہتا ہے تو کوشش کرے ان صفات سے اپنے نفس کو دور رکھے، اچھے طریقے سے اپنے نفس کی اصلاح اور حفاظت کرے کہ کہیں یہ گندے اس میں داخل نہ ہو جائیں اسلام کے احکام کی پابندی اور اچھے اخلاق سے اپنے کو مزین کرے

اخلاقیات دین اسلام کا ایک جز ہے اور اسلام نے اخلاقی مسائل پر بہت زیادہ توجہ دی ہے رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ " نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو سب سے بڑا جہاد قرار دیا ہیں" (سبھی کے جاننے کی باتیں، ص۱۶۰) دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ " میں معبوث بر رسالت ہوا ہوں تاکہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں"۵۔ کیونکہ انسان کے تمام کام خود اس کے نفس ہی سے صادر ہوئے ہیں اس لئے سب سے پہلے اسکی اصلاح اور کوشش کرے۔

آثار فردی:

ا۔ جاہل و نادانی کے آثار:

(الف): بہانہ جوئی وہٹ دھرمی:

بہانہ جوئی اور ہٹ دھرمی حقیقت کو پانے کے لئے ایک منابع ہے کیونکہ ایسا انسان حق تک نہیں پہنچتا۔ بہانہ جوئی اور ہٹ دھرمی یہ نہیں کہ انسان کشف حقیقت کے لئے تکرار کریں اور پے در پے سوال کرے کیونکہ سوال کشف حقایق کی اصل دلیل نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کے حق آشکار ہونے کے بعد باطل پہ اصرار کرنا ھے تاریخ بتاتی ہے کہ پچھلی اقوام میں سے بنی اسرائل سب سے زیادہ بہانہ جو تھے اس لیے قران کریم نے ان کی بہانہ جوئی اور ہٹ دھرمی کی طرف اشارہ کیا ہے ہم کہ سکتے ہیں کہ تمام نادان اقوام میں خود خواہ اور خود پرست جو بھی موجود نہیں ہے وہ وہی بری عادت میں مبتلا تھے۔

ارشاد رب العزت ہے کہ: " ولورَحمنٰھُم وکشفنا ما بِھِم مِّن ضُرٍّ لَّلجُّوا فی طُغیا نھم یعمھونَ (سورہ مومنون آیت ۵۷) اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ان کی تکلیف کو دور بھی کر دیں تو یہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے اور گمراہ ہی ہوتے جائیں گے"

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: خیرُالاخلاقِ آبعدُھا عن اللجاج، ، بہترین اخلاق وہ اخلاق ہے جو ھٹ دھرمی سے دور ہو"۔ (علم الاخلاق، ج سوم، ص، ۷۴)

(ب): سوئے ظن:

لوگوں میں ان کلمات کا معنی واضح ہے سوئے ظن کا مفھوم یہ ہے کہ جب کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کی صحیح اور غلط دو معانی مراد لئے جاسکتے ہیں لیکن یہ شخص غلط ہی مراد لیتا ہے مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی شخص کو عورت کے ساتھ دیکھتا ہے تو فورا یہ خیال کرتا ہے کہ وہ نامحرم ہے اور اسکی نیت برے عمل کی طرف

ہوحلانکہ حسن ظن یہ ہے کہ شاید وہ اسکی محرم یا اسکی اپنی بیوی ہو یہاں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حسن ظن اور سوئے ظن کا دائرہ وسیع ہے اور نہ صرف عبادت کو شامل ہے بلکہ اجتماعی اخلاقی اعتقادی اور سیاسی مسائل کو بھی شامل ہے

سوئے ظن کے برے آثار:

انسانی معاشرے میں یہ بڑے پیانہ پر پھیلی ہوئی ہے اور اس کے آثار بہت ہی نا مطلوب ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔اس کی وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل نکات پر غور کریں۔

ا۔ معاشرے کا اصل سرمایہ اعتماد ہے اور سوئے ظن سے یہ اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بے اعتمادی عام ہے روایات میں اس بیماری میں مبتلا افراد کو بدترین افراد قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"من سائت ظنونُہ اِعتَقَد الخیانَتہ بمن لایخُونُہ" (علم الاخلاق، ج سوم، ص۲۹۶) یعنی جو شخص ایسے افراد کے بارے میں سوئے ظن رکھتا ہو جس نے اس سے خیانت نہ کی،،

بعض اوقات سوئے ظن جان لیوا ثابت ہوتا ہے.

ابعض افراد سوئے ظن سے مجنون و پاگل ہو جاتے ہیں۔ ۲ سوئے ظن سے معاشرے میں آرام و سکون ختم ہو جاتا ہے۔

۳. انسان کی جان ومال اور آبرو کی حفاظت نہیں ہوتی۔

۴. سوئے ظن در حقیقت ایک ظلم ہے جیسا کہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ " بدگوئی بدترین ظلم ہے" (سورہ نوح آیت، ۷)

۵. سوئے ظن رکھنے والے شخص کے دوست کم ہوتے ہیں حتیٰ کہ رشتہ دار بھی اس سے دور ہو جاتے ہیں اور وہ تنہا رہ جاتا ہے۔

۶. سوئے ظن انسان کی عبادت کو باطل کر دیتا ہے۔ ۷-سوئے ظن ایک انحرافی تفکر ہے آہستہ آہستہ دونوں لوگوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

(ج): تعصب:

تعصب کسی چیز کے ساتھ غیر معقول اور غیر منطقی وابستگی کو کہتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان حق کو

اس چیز پر قربان کر دیتا ہے ضد، جس کے لئے فارسی میں لجاجت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے کسی چیز پر اسی طرح اصرار کرنے کو کہتے ہیں کہ انسان عقل و منطق کو پیروں تلے روند ڈالتا ہے تعصب اور لجاجت کا نتیجہ اندھی تقلید کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جو انسان کی ترقی و تکامل کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

جب ہم انبیاء کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتے ہے تو ہمیں یہ حقیقت واضح طور پر دکھائی دیتی ہے کہ ان قوموں کی گمراہی کا سبب تعصب، ضد اور اندھی تقلید کے سوا کچھ نہ تھا قرآن کریم نے اس حقیقت کو اچھی طرح سے بیان فرمایا ہے کہ (سورہ نوح آیت ۷) میں ارشاد رب العزت ہے۔

" وإِنِّي كُلَّما دعوتُهُم لِتَغفِرَ لهم جَعَلوآ اَصابِعَهُم فِي آذانهِم وَاستَغشَوا ثِيابَهُم واَصَرّوا واستكبَرُوااستِكبارًآ (علم الاخلاق، ج اول، ص ۱۷۲) اور میں نے جب بھی انہیں بلایا تاکہ تو انہیں بخشش دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹونس لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھ لیتے اور اپنی روش پر اصرار کرتے رھے اور خوب استکبار کا مظاہرہ کیا"

یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے ان لوگوں کو ایماں لانے کی دعوت دی تاکی خدا ان لوگوں کو بخش دے لیکن یہ لوگ تعصب اور ضد میں اس قدر غرق ھو چکے تھے وہ حضرت نوح علیہ السلام کی آواز کو جو پیغام حق کی حامل تھی اپنے کانوں میں داخل ہونے کی اجازت سے اسطرح دور بھاگنا واقعی نہ صرف حیرت انگیز بلکہ خطرناک بھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہیں:

"جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تعصب ہو قیامت کے دن اللہ اسے دور جاہلیت کے عربوں کے ساتھ اٹھائیے گا"

۲۔ غفلت:

غفلت ایک وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے جس میں زمان و مکان اور حالت و شرائط سے غفلت اور بے خبری سب داخل ہیں۔ اپنے اپنے اعمال وافعال کے نتائج سے بے خبر خبرے گزشتہ، موجودہ اور آئندہ رونما ہونے والے واقعات سے بے خبری، زندگی کے تلخ و شیریں واقعات میں پوشیدہ عربوں سے بے خبری، سب کے سب

غفلت کے مفہوم میں داخل ہیں۔

غفلت انسان اعر انسانی معاشرے کی فلاح اور سعادت کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ ہے ایک ایسا خطرہ جو فرد یا معاشرے کی سالہاسال کی محنت کو چند لمحوں میں برباد کر دیتا ہے۔

ایسے واقعات بہت زیادہ دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں کہ کسی شخص نے سالہاسال محنت اور زحمت کر کے بہت سارا سامان جمع کیا لیکن ایک معمولی سی غفلت کی وجہ سے رونما ہونے والی آتش زرگی نے چند لمحوں میں سب کچھ خاکستر کر دیا۔ ارشاد رب العزت ہے۔ (سورہ روم آیت ۷)

" یَعلَمونَ ظَاهِراً مِنَ الحَیٰوۃِ الدُّنیا وَ هُم عَنِ الآخِرَۃِ هُم غٰفِلونَ (سورہ روم آیت، ۷) " یہ صرف دنیوی زندگی کے ظاہری پہلوں کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں"

غفلت احادیث میں۔

کتب احادیث میں غفلت اور اسکے مہلک نتایج کے بارے میں بکثرت ایسی احادیث موجود ہیں جو انسان کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔ جیسے مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "غفلت انسان کو فریب دے کر ہلاکت کے قریب کر دیتی ہے" (علم الاخلاق، ج دوم ص، ۲۷۷)۔ "غفلت دلوں کی گمراہی اور نحوست کا عنوان ہے"

غفلت کے آثار:

(الف): سنگدلی (قصاوت قلب)

انسان کا دل شروع میں صاف، روشن، خالص رحم و مہربانی کرنے والا ہوتا ہے انسان کا دل دسروں کے رنجو غم اور پریشانیوں یہاں تک کہ جانوروں کی بھی پریشانی کا احساس کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی خوش وحزم رہیں اور راحت اور آرام کے ساتھ زندگی گزارے اور وہ دوسروں پر احسان کرنے میں لزت محسوس کرتا ہے اپنی پاک فطرت کی وجہ سے خدا کی طرف توجہ رکھتا ہے عبادت، دعا راز و نیاز اور نیک کاموں کو انجام دینے میں لزت اٹھتا ہے اور گناہ ہو جانے پر فورا متاثر اور شرمندہ ہوتا ہے

اگر فطرت کی دعوت کو قبول کرتا ہے (اور اس ک مطابق عمل کرتا ہے تو وہ روز بروز پاک و صاف، نورانی، مہربانی اور دوسروں کے غم سے متاثر ہونے والا بن جاتا ہے عبادت اور دعا کے اثر سے روز بروز اس کی عبادت ودعا اور خدا سے انسا اور لگاو میں اضافہ ہو ہے لیکن اپنے اندرونی احساسات وخیلات کو نظر انداز کر دیا اور ان کے خلاف عمل کیا تو وہ آہستہ آہستہ نقصان اٹھانے لگتا ہے یہاں تک کہ ممکن ہے کی وہ پوری طرح سے مٹ

جاے اور خاموش ہو جاے اگر اس نے دوسروں کے غم رنج اور حادثات کو دیکھا لیکن اس کا اپنے اوپر کوی اثر نہیں لیا تو دھیرے دھیرے ان سے مانوس ہو جاے گا اور ان کو دیکھنے سے معمولی تاثر بھی پیدا نہیں ہو گا بلکہ ممکن ہے کہ اس حد تک پہنچ جاے کہ دوسروں کی پریشانی فقیری، بھوک، کمزوری یہاں تک کہ قید و بند، اور ان کے قتل میں بھی خوش ہو اور لزت اٹھاے۔

انسان ابتدا میں گناہ کے بعد جو ناخوش اور شرمندہ ہوتا ہے لیکن اگر ایک مرتبہ گناہ کر بیٹھتا ہے تو دوسری مرتبہ گناہ کرنے کے لیے جلدی تیار ہو جاتا ہے اور دوسرے گناہ کے بعد تیسرا اسطرح وہ ہر وقت گناہ کے لیے تیار رہتا ہے گناہ کرنے کی وجہ سے وہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ گناہ کرنے کے احساس سے شرمندہ تک نہیں ہوتا بلکہ اس کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے اور خوش ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کے دل کالے ہو چکے ہیں اور قرآن اور احادیث کی اصطلاح میں سخت ہو چکے ہے کہ ان کے دلوں پر شیطاں کا قبضہ ہو جاتا ہے جو اللہ کے مقرب فرشتوں کو وہاں سے نکال دیتا ہے اس پر نجات کے دروازے اس طرح بند ہو جاتے ہے کہ اس ک لیے توبہ اور اپنے وجود کی طرف پلٹنے کی کوئی امید بھی نہیں رہ جاتا۔

قرآن مجید میں فرماتا ہے: "فَوَيْلٌ لِّلْقَٰسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ" ان لوگوں کے دلوں پر افسوس ہے کہ جو خدا کی یاد سے منحرف ہو گۓ ہے ایسے ہی لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہیں" (سورہ زمر ۲۲)

امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے:

"ہر بندۂ مومن کے دل میں ایک سفید نقطہ ہوتا ہے اگر وہ گناہ کر بیٹھتا ہے اور دوبارہ اس کی تکرار کرتا ہے تو اس میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ اسی طرح گناہ کرتا رہتا ہے تو سیاہ نقطہ رفتہ رفتہ بڑھتا ہے یہاں تک کہ وہ دل کی سفیدی کو پوری طرح سے گھیرلیتا ہے اس وقت ایسا دل رکھنے والے کبھی بھی خوبی اور نیکی کی طرف نہیں پلٹتے اور اس آیت میں خداوند عالم کی یہی مراد ہے بلکہ ان کا کردار ان کے پورے قلب کو چھپالیتا ہے" (بحارالانور ج ۷۳، ص ۳۶۱)

(ب): ریاکاری

- (تباہی اعمال)

ریاکاری اخلاص کا نکتہ مخالف ہے آیات و احادیث میں اس کی شدید مزمت کی گئی ہے اور اسے اعمال کے

باطل ہونے کا سبب اور منافقین کی نشانی اور شرک کی اقسام میں سے ایک قسم قرار دیا گیا ہے ریاکاری فضائل اخلاق کو تباہ و برباد کر دیتا ہے اور فضائل اخلاقی کے پہنچ انسان کے قلب و جان میں نکصیر دیتا ہے اور انسان کو اعمال کے باطن پر توجہ دینے سے روک دیتی ہے ریاکاری انسان کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے

اس مختصر اشارے کے بعد ہم قرآنی آیت کی روشنی میں ریاکاری کے چہرے اور ان کے اعمال کے نتائج پر نظر ڈالتے ہے۔

''وہ اپنے اعمال کا کچھ نتیجہ حاصل نہیں کرتے اور اللہ ان کے مرض کو ہدایت نہیں دیتا'' (سورہ بقرہ آیت ۲۶۴)

رسول اللہ فرماتے ہے کہ '' لایقبل اللہ عملاً فیہ مقدار ذرتہ من ریاء ''جس عمل میں زرہ بھر ریاء ہو اللہ اسے قبول نہیں کرتا۔ (علم الاخلاق، ج۱، ص ۲۴۵)

۳۔ خواہشات نفسانی کی پیروی:

ہوس اور نفسانی خواہشات کی پیروی ہے نفسانی رجحانات و میلانات سیاہ و گاڑھے دھوئیں جیسی ہوتی ہیں جہ خانۂ دل کو تاریک اور سیاح بنا دیتی ہے اور اس طرح کا دل الٰہی نور کی چمک کو قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے ہویٰ اور ہوساس طرح اور اس طرف گھٹتے رہتے ہے اور اسے موقع نہیں دیتے ہے کی وہ خدا سے خلوت میں رازونیاز کی باتیں اور انس و محبت کر سکے اور دن رات خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کی سعی کرشش میں لگا رہتا ہے ایسا انسان دنیا کو کیسے چھوڑ سکتا ہے اور اللہ کی پاک و پاکیزہ بارگاہ میں کیسے داخل ہو سکتا ہے؟

خداوند عالم قرآن مجید کی سورہ ص آیت ۲۶ میں ارشاد فرماتا ہے کہ

''ولا تتّبِع الھویٰ فَیُضلّکَ عَن سَبیلِ اللہ اِنّ الذّینَ یضلّون عَن سَبیل اللہ'' خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کرو یہ تم کو خدا کی راستے سے ہٹادے گی دور کر دیگی'' (سورہ ص، آیت ۲۶)

امام علی علیہ السلام کا فرمان ہے کہ: '' سب سے شجاع اور بہادر وہ شخص ہے جو خواہشات نفسانی پر غلبہ حاصل کرے'' (خودسازی، ص۲۲۹)

یہ اس کا سبب بنتی ہے کی انسان بے بنیاد و شکوک و شبہات کی وجہ سے حق کے چہرے کو چھپا دیتا ہے اور وہ

اپنی ان نفسانی خواہشات کو ہمیشہ اپنائے رہتا ہے کیوکہ حق کی قبولیت تو اسے محدود کر دیتا ہے ایک تو اس کے لیے فرائض کا تعین کرتی ہے اور دوسرے اسے کچھ حدود کا پابند بنادیتے ہے لیکن خواہشات کے پجاری نہ توان فرائض کو قبول کرنے پر تیار رہتے ہے اور وہی کسی حد کی اندر رہ کر مقید ہونا چاہتے ہے للذا وہ انکارِ حق پر کمر بستہ ہو جاتے ہے اس کے دلائل اور براہین روشن اور آشکار ہی کیوں نہ ہو (تفسیر نمونہ، ج۱۱، ص ۳۱۹)

۴۔ ضعف ارادہ:

یعنی ارادے کی کمزوری:

ارادہ کی کمزوری اور پکا ارادہ کرنے کی قدرت نہ ہونا ہے شاید یہ رکاوٹ اہم ہو یہ رکاوٹ انسان کو اعمال کی شروعات سے روک دیتی ہے شیطان اور نفس آمارہ شروع میں کوشش کرتا ہے کہ ریاضیت، سیر و سلوک کو چھوٹا اور غیر ضروری باتیں۔ کوشش کرتے ہے کہ انسان کو وظائف کو نغیر توجہ اور حضور قلب کے انجام دینے پر قانع کر دیں وہ کہتے ہے تو ان عبادتوں کو انجام دینے کے علاوہ کوئی دوسرہ فریضہ نہیں ہے لہٰذا تجھے حضور قلب، توجہ اور ذکر سے کیا کام؟ اور اگر اس بیچ میں کوئی فکر لاحق ہو جاتی ہے تو اس کو سیکڑوں حیلوں اور بہانوں سے، اس کے ارادہ سے دور کر دیتے ہے اور کبھی موضوع کو اس کے لیے اس قدر دشوار و مشکل بنا کر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔

۔ لیکن اللہ کا قرب حاصل کرنے والے انسان کو چاھئے کہ شیطان اور نفس امادہ کے وسوسوں کو روکے رکھے اور آیتوں، حریثوں اور معرفت و اخلاق کی کتابوں کی طرف رجوع کر کے سیر و سلوک اور حضور قلب، ذکر اور شہود کے حصول کی اہمیت اور ضرورت سے واقف ہو جائے گا۔ جب وہ اس کی اہمیت کو جان جائے گا اور اس میں دائمی سعادت وخوشبختی محسوس کرے گا تو وہ سنجیدگی سے عمل کرے گا۔

۔ مایوسی اور ناامیدی کو اپنے سے دور رکھے گا اور اپنے نفس سے کہے گا اگرچہ یہ دشوار و مشکل ہے لیکن چونکہ ہماری آئندہ کی سعادت اور بہبودی اس سے وابستہ ہے لہذا ہمیں عمل کرنا چاہئے اسلئے کہ خدائے سبحان نے فرمایا۔

" وَالَّذِينَ جَٰهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ جن لوگوں نے ہمارے راستے میں کوشش کی ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت ضرور کر دیتے ہیں (سورہ عنکبوت ۶۹).

۵۔ خود فراموشی:

نسیان اور خود فراموشی اور اسکے مد مقابل تذکر اور یاد رکھنا ہے۔ یہ دو ایسی نفسانی حالتیں ہیں جن سے نفس اور روح انسانی دو چار ہوتی ہیں خود فراموشی اور بھول جانا یہ ہے کہ نئے معملات اور نکات کی طرف رجوع کرتے وقت ذہن انسانی اس سے خالی ہو جس کو وہ پہلے یاد کئے ہوے تھے اور دوسری طرف رجوع کے وقت انسانی ذہن پر پہلے کا کوئی اثر باقی نہ ہو یہ ممکن ہے کہ ذہن کے کسی گوشے میں اس کی تفسیر موجود ہو مگر کسی وجہ سے ذہن اس سے رابطہ نہ رکھ رہا ہو۔

اس کے برعکس تذکر اور یاد رکھنا یہ ہے کہ نئے معملات یا نکات کی طرف رجوع کرتے وقت پہلے کے مفاہیم یا گزشتہ تصویریں انسانی ذہن میں مجسم اور تازہ ہوں۔

خود فراموشی اور بھول چوک کئی ایسی وجوہات ہیں جن کا ذکر علم نفسیات کی کتابوں میں ملتا ہے ان میں سے اہم یہ ہیں قوت حافظہ کی کمزوری فراموش شدہ چیز کو اہمیت نہ دینا توجہ مرکوز کرنے میں کمی اور دوسرے پہلوؤں سے غفلت وغیرہ

ان اسباب کی وجہ سے نسیان اور خود فراموشی انسان کے خواص میں شمار ہوتی ہے اور متعدُّد کے سوا کوئی اس سے مستثٰی نہیں مگر یہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ انسان کی ایک کیفیت خود اختیاری بھی ہوتی ہے جس کو انسان سے روکنا چاہیے یہی وجہ ہے کہ نسیان کی کیفیت اپنے برے نتائج کی بناپر قرآن میں قابل مزمت ٹھہری ہے قرآن میں جو نسیان مزموم قرار دئے گئے ہے ان میں سے درجہ ذیل کا نام لیا جاسکتا ہے۔

جرائم کا بھول جانا:

گزشتہ جرائم کو بھول جانے کی قرآن مزمت کرتا ہے گناہ کرکے بھول جانے کا مطلب یہ ہوا کہ گنہگار نے اپنے اس گناہ کو معمولی اور بے اہمیت سمجھا ہے یہی سبب بنتا ہے کہ وہ دوبارہ اس گناہ کا مرتکب ہو۔ حالانکہ وہ گناہ جو انسان کی روح میں ظلمت اور تاریکی نے آئے اس کا دوبارہ ارتکاب نہیں ہونا چاہیے قرآن اس موقع پر فرماتا ہے۔

”وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ“ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس کو آیت الٰہی یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے روگردانی کرنے اور پہلے جن برے کاموں کو اس نے انجام دیا تھا ان کو بھول جائے۔ (سورہ کہف ۵۷)

گناہ کے بھول جانے کا معمولی نتیجہ یہ ہیں کہ وہ شخص اس گناہ کی طرف آسانی سے پلٹ آتا ہے ایسی لیے

قرآن نے ایسے شخص کو ظالم ترین کہا ہے کیوکہ اس کے زریعہ سے دوسروں سے پہلے وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھتا ہے۔

خدا کو بھول جانا:

جرائم کو بھول جانے سے زیادہ خطرناک خدا کو بھول جانا ہے وہ خدا جو انسان اور کائنات کا سر چشمہ ہے اور جو اپنے بندوں کو ان کے نیک اور بد اعمال کے جزا یا سزا دے گا اس کو بھول جانے والے میں تمام حیوانی جلبت زندہ ہو جاتی ہے نتیجتہً وہ ہر قسم کی حدود و قیود کو توڑ دیتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ

" کلّآ انّ الِانسانَ لَیطغیٰ اَن رَءاہُ استَغنیٰ """ انسان اس وقت سرکشی کرتا ہے جب وہ احساس غنیٰ و بے نیازی میں مبتلا ہوتا ہے" (سورہ علق ۶،۷)

نعمت اور ثروت خدا فراموشی اور حدود اور پابندیاں توڑنے کا سبب اس وقت بنتی ہے کہ انسان خود اپنی زات میں مادی نعمتوں اور دنیاوی مسائل اہم سمجھنے اور خیال کرے کہ بغیر منشاع ایزدی کے یہ چیزیں اس کا تکالیف اور رنج و غم دور کر سکتی ہیں جبکہ قرآن ان کے مضبوط سے مضبوط وسائل اور مادی بندوبست کو مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور قرار دیتا ہے اور نا قابل اعتبار جانتا ہے۔

اپنے آپ کو بھول جانا:

بدترین فراموشی اپنے آپ کو بھول جانا ہے اگر انسان اول اپنے کئے ہوئے گناہوں کو بھول جائے اور پھر اپنے پیدا کرنے والے کو بھی بھول جائے تو اس کی بدبختی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اپنے آپ سے اس طرح بے گانہ ہو جاتا ہے کہ اپنی سعادت اور خوش بختی کو بھی فراموش کر دیتا ہے ہر روز فساد اور گناہ میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے اپنی تباہی اور نابودی کے لیے اپنے ہاتھوں خود کوشاں رہتا ہے قرآن مجید میں ایسی فراموشی کی طرف بعض آیات میں ارشاد ہوا ہے

" ولاتکونوا کالّذین َنسوا اللہَ فاَنسٰھم انفسھم اُولٰئِک ھُمُ الفٰسِقونَ' ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاو جو خدا کو بھول گئے ہے آرکار خدا نے بھی ان کو اپنے آپ کو فراموش کر دیا۔ (سورہ حشر ۱۹)

۶۔ فکر گناہ: ۔

خرافات اور باطل عقیدہ اصل میں جہالت، گمراہی اور نادانی ہیں جو نفس کو صراط مستقیم اور اللہ کی قربت سے دور کرتے ہے باطل عقیدہ رکھنے والے جب سیدھے راستے کو نہیں پہنچاتے اور اندھیرے اور گمراہی کی

وادی میں قدم رکھتے ہے تو وہ ہر گز اپنے مقصد تک نہیں پہنچ پاتے اور دل جو سیاہ ہو چکا ہے کیسے ممکن ہے؟ کہ وہ نور الٰہی کا مرکز قرار پائے؟ اس طرح سے برا اخلاق حیوانی خصیتوں کو قویٰ اور طاقتور بنا دیتا ہے اور انسانی روح کو رفتہ رفتہ زوال اور خاموشی کی طرف کھینچتا ہے ایسے افراد مقصد انسانیت یعنی کمال اور قلب الٰہی کے مرتبہ پر فائز نہیں ہو سکتے اسی طرح فکر گناہ اور خدا کی نافرمانی نفس کو تاریک اور آلودہ بنا دیتا ہے اور کمال حاصل اور اللہ کے قرب ہونے سے روک دیتے ہے لہٰذا نفس کی اصلاح ہمارے لیے بہت اہم اور ضروری ہے کیونکہ اسی سے ہمیں برے اخلاق اور گناہوں کی پہچان ہوتی ہے اس کے بعد مرحلے عمل میں قدم رکھے اور اپنے نفس کو پاکیزہ بنائے اپنے گناہوں کو گوا دیا جائے اور ان کو ترک کرنے کا طریقہ بھی سیکھایا جائے جن کی طفیل ہم بھی برے اخلاق کو پہنچاتے ہے اور ان کی خربیوں سے با خبر ہے ہم جانتے ہے کی نفاق، تکبر، حسد، کنیہ غضب اور غصہ و چغل خوری امانت میں خیانت، خود پرستی، بد خواہی، برا بھلا کہنا، الزام تراشی، بد گوئی، بدزبانی، سخت کلامی، ظلمو ستم، بے اعتمادی، ترس، کنجوسی، عیب جوئی، جھوٹ، دنیا طلبی، مقام و منصف کی چاہت، دھوکا دھڑی، حیلہ بازی، بدگمانی، سنگدل، گھمنڈ، نفس کی کمزوری وغیرہ بری باتیں اور عیب ہے سب فکری گباہ ہے ان سب کے علاوہ ہم خود ہی فطری طور پر ان سب کی خربیوں کو جانتے ہیں۔

سیکڑوں آیتں اور ہزاروں حدیثیں بھی اس طرح برائیوں اور خرابیوں کی گواہی دیتی ہیں۔

۔ ہمیں برے اخلاق کو پہچاننے اور گناہانِ صغیرہ و کبیرہ کو سمجھنے میں مشکل نہیں ہے ہم اس حال میں شدید شیطان اور نفس امارہ یعنی بری باتوں کی طرف دعوت دینے والے نفس کے اسیر ہیں اور ہمیں توفیق نہیں ہوتی ہے کہ ہم اپنے نفوس کی گناہوں اور برے اخلاق سے اصلاح کر سکیں۔ یہ ہماری بنیادی مشکل ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ ہم کوئی حل تلاش کرنے کے لئے غور و فکر کریں۔

۷۔ نااُمیدی:

گناہِ کبیرہ میں دوسرے مقام پر اللہ کی رحمت سے نااُمیدی ہے۔

" الیاس من روح اللہ " لغت میں روح صبح کی لطیف اور ٹھنڈی ہوا کو کہتے ہیں جس میں سے انسان کو لذت اور فرحت حاصل ہوتی ہے،

چونکہ اللہ سے مایوسی اس کی قدرت، کرم اور بے انتہا رحمت پر اعتماد نہ رکھنے سے نااُمیدی پیدا ہوتی ہے اس لئے قرآن مجید اسے کافروں کی صفت بتاتا اور کہتا ہے۔

"انہٗ لا یایئَسُ مِن روح اللہ اِلّا القومُ الکٰفِرونَ" اللہ کی رحمت سے وہی مایوس ہوتا ہے جو کافر ہے" (سورہ یوسف ۸۷)

ائمہ معصومین نے اسے گناہ کبیرہ شمار کیا ہے۔

تمام گناہ سے بڑا گناہ شرک ہے اس کے بعد ناامیدی سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ انسان سے کوئی گناہ کیوں نہ سرزد ہو جب تک وہ مایوس نہیں ہوگا اس بات کا کوئی امکان رہتا ہے کہ وہ توبہ کرے اور بخشا جاسکے لیکن مایوس شخص کو بخشا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ اس لئے توبہ نہیں کرتا ہے کہ اسے خدا کی بخشش کی امید نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ مایوسی تمام گناہوں پر اُکساتی ہے کیونکہ گناہگار کہتا ہے کہ جب مجھے عذاب میں ہی مبتلا ہونا ہے تو میں اپنے آپ کو دنیا کی لذتوں سے محروم کیوں رکھوں۔

چونکہ مایوسی گناہِ کبیرہ میں شمار ہوتی ہے۔ ناامیدی کے گناہ کا بڑا ہونا:

ناامیدی اللہ کی صفات کے انکار کا لازمہ اور اسکی بڑی نشانی ہے کیونکہ جس نے اللہ کی قدرت، بخشش اور علم کو پہچانا ہے اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ تمام دنیاوں کا پیدا کرنے والا اور پوری کائنات کا مربی ہے اس کی قدرت اور حکمت لا محدود ہے اور جس کسی کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ خدا ہی نے اسے دی ہے۔

۔کفر یا بے خبری کی وجہ سے ناامیدی ہوتی ہے:

غرض ناامیدی خفیہ کفر سے پیدا ہوتی ہے جس کی انسان کو درست کرنا چاہیئے یا خدائے بزرگ کی ربانی صفات پر توجہ نہ دینے سے ہو جاتی ہے جو ناامیدی گناہ کبیرہ میں شمار کی گئی ہے۔

۔خدا کو ایک ماننے والا پروردگار عالم پر ایمان لانے کے بعد اگر کسی معاملے میں اپنی بے خبری کی وجہ سے خدا کی رحمت اور کشائش سے مایوس ہو گیا تو اس حالت میں وہ کفر میں مبتلا ہو گیا۔

۔امید ہر ایک کی فطرت میں رکھی گئی ہے:

جب تک کسی شخص کی فطرت نہ بدل جائے یا اس کے دل کی آنکھ نہ دھندلا جائے وہ اپنے خدا سے مایوس نہیں ہو سکتا اور جب تک اس کے دل کی ایمان کی روشنی رہے گی وہ اپنے خالق سے بالکل ناامید نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے کچھ نہ کچھ امید ضرور رکھے گا اور اگر غفلت کے باعث اسے ناامیدی بھی ہو جائے تو وہ متوجہ ہونے کے بعد شرمندہ ہو کر اپنی حالت کی معافی مانگے گا اور اپنے دل کو اپنے پروردگار کی یاد سے مضبوط اور مطمئن

کرے گا رحیم اور کریم خدا بھی اس کو بخشش دے گا اور اسکا کام بھی بنا دے گا۔

بعد رفتاری:

- انحرافات جنسی

ا (الف): زنا

اس وقت دنیا میں زنا کاری عروج پر ہے اور بڑے اہتمام کے ساتھ اسے فروغ دیا جا رہا ہے اس کے نبا وجود عصر حاضر کو علم و تمدن کا گہوارہ جانا جاتا ہے آیات قرآنی اور نبی کریم ﷺ کی سنت میں غریزہ جنسی کی طغیانی سے پہلے زنا کے تمام راستوں کی بندش کے لیے نکاح کی انجام دہی کا حکم ہے اسی طرح والدین کو اپنے بچوں کی نگرانی کا حکم ہے کیونکہ بچہ کی عمر جو نہیں نڑھتی ہے اجنبی مرد اور عورت کے ساتھ غیر قانونی ازدواج کی طرف اس کا رجحان بڑھ جاتا ہے یہ ایک واضع حقیقت ہے کہ ازدواجی زندگی انسانی طبعی ضرورت کی مانند خود بہ خود میسر نہیں بلکہ اس کا اختیار انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسلام نے اسے مرد اور عورت کے لیے سہل آسان بنایا تھا لیکن جیسے جیسے اسلامی تعلیمات کی جگہ جدید جاہلیت نے لی اور اسلام کے خلاف غیر مرئی اور غیر محسوس مہلک اسلحہ کے استعمال سے معاشرے کا ہر طبقہ اس کا شکار ہوا ہے نئی نسل کے لڑکوں اور لڑکیوں نے اسلامی اقتدار و تعلیمات کی روح کو نکال کر جاہلیت کا لباس پہن لیا ہے جس سے معاشرے میں ازدواج میں مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہے جو قرآن وسنت کی رو سے ازدواج کی راہ میں رکاوٹ ہیں ازدواج کو ہمیشہ لاقانونیت میں رکھنے کے لیے باطل قوتوں نے دو طریقے اپنائے ہے۔

پہلا طریقہ: ۔

لاقانونیت یعنی زنا کی صورت میں ازدواج کو فروغ دینے کے تمام مواقع فراہم کئے، تاکہ غریزہ جنسی کے طالب لوگوں کی درخواستیں پڑوان چڑھتی رہیں جیسا کہ انہوں نے سینما گھروں، کلب خانوں، نیلام گھروں نعض درسگاہوں اور تمام مخلوط اجتماعات کی حوصلہ افزائی کی ہے

دوسرا طریقہ: ۔

ازدواج شرائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں غیر شرعی پیچیدگیاں پیدا کی ہیں تاکہ یہ عمل قانون کے دائرے میں انجام پزیر نہ ہو سکے۔اب رشتہ کی تلاش سونا، چاندی اور دیگر قیمتی جواہرات کی تلاش سے بھی زیادہ دشوار ہو چکی ہے سینکڑوں قسم کی پابندی عائد کی ہے بہت قلیل تعداد ان پابندوں سے آزاد یا انھوں نے ان پابندیوں

سے بغاوت کر کے عدالتوں میں اپنی ازدواج رجسٹرڈ کروائی ہے۔

فروغ زنا کے اسباب:

معاشرے میں اس گناہ سے نفرت وبیزاری کا اعلان کرنے والوں اور اسلام کی حدود وقیود کے نفاذ کے لئے سعی و کوشش کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ اس کے اسباب وعوامل پر بھی نظر رکھیں اور اس کو روکنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ہم ذیل میں اس کے بعض اسباب وعلل کو بیان کرتے ہیں۔

۱۔ عیاشی، عیش ونوش اور غیر شائستہ ہنسی مذاق کی محافل کا، زنا کے فروغ میں اہم کردار ہے نیز شہوت کو ابھارنے والی غذائیں اس کا بنیادی سبب ہیں۔

۲۔ دین ودیانت سے عاری خاندانوں کا بھی اس کی فروغ واشاعت میں کردار ہے۔ ۳۔ کسی قید وبندش کے بغیر تمام تر آرائش وزیبائش کے ساتھ انجام دیئے جانے والے مخلوط اجتماعات لوگوں کو اس گناہ کے دلدل میں دھکیل رہے ہیں خاص کر آج کل کی جدید درسگاہوں اور ادارہ جات میں لڑکے لڑکیوں کا آزادانہ میل وملاپ اور مخلوط طرز تعلیم نوجوان نسل میں زنا کی اشاعت کا سبب ہے۔

۴۔ فلموں، ڈراموں، سنیما گھروں، ٹی وی اور کمپیوٹر وغیرہ کے زریعے پھیلائی جانے والی فحاشی وعریانی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

۵۔ طلاق کا بڑھتا ہوا رجحان، اس ناجائز خواہش کا پیش خیمہ بنتا ہے۔

۶۔ جوان لڑکے لڑکیوں کے ازدواج میں تاخیر، زنا کے فروغ کا ایک دروازہ ہے جیسا کہ جنسی طغیان کے عروج کا دور پچیس (۲۵) سے تیس (۳۰) سال کی عمر ہے۔ اس عمر میں اکثر وبشتر غیر ازدواجی زندگی کے فقدان سے پیدا ہوتے ہیں۔

مذکورہ وجوہات واسباب کی بنیاد پر اس جرم کو معاشرے میں فروغ مل رہا ہے۔

خداوند متعال نے انسانی نسل کو زمینی وفضائی حیوانات کی نسل کے بالمقابل، ایک خاص امتیاز بخشا ہے۔

۔ جنس بازی: زنا کے علاوہ جنسی خواہشات کی تکمیل کا ایک دروازہ ہم جنسوں کے درمیان ناجائز تعلقات وروابط ہیں جو لواط اور مساحقہ کی صورت میں انجام پزیر ہوتے ہیں۔

لواط: لواط، زنا سے بدتر فعل ہیں چنانچہ اس کی سنگینی کی وجہ سے خداوند متعال نے پوری ایک قوم کو تباہ و برباد اور صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ اس فعل کی شناعت وقباحت کی دلیل قرآن کریم کی درجہ ذیل آیات میں ملاحظہ

فرمائیں۔

ارشاد رب العزت ہے کہ : " ولوطاً اذ قالَ لِقومِہٖ اَتَأتونَ الفاحِشَۃ ما سبقکم بِھا من اَحدٍ من العٰلمینَ انّکم لتاتونَ الرِجالَ شَھوۃً مِن دونِ النسآءِ بَل اَنتُم قومٌ مُسرِفونَ" انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم حد سے گزر گئے ہو" (سورہ اعراف ۸۰،۸۱)

۔لواط شریعت کے نزدیک اس جنسی گناہ کو لواط کہا جاتا ہے جس کا ارتکاب مرد، مرد کے ساتھ کرے اس فعل کے معاشرے پر بہت برے اثرات مرتب ہوئے ہیں عصر حاضر میں یہ عمل عشائر فاحشہ کرنے والوں کی سرگرمیوں کا حصہ ہے جس سے معاشرے فساد و برائی کی دلدل میں گر رہا ہے اور جنسی آوارگی روز بروز بڑھتی جارہی ہے یہ عمل انسان کے لئے زوال و نابودی اور سنگینی و بربادی کا سبب بنا ہوا ہے۔

ان برے افعال کی ترویج کے لئے بے دین افراد، مختلف ہتھکنڈوں کا سہارا لیتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ خواتین کو آراستہ کر کے باہر نکالنا۔

۲۔ مخلوط اجتماعات کا بندوبست کرنا۔

نکاح دائمی سے ہٹ کر جنسی خواہش پوری کرنے کے تمام عوامل و زرائع، فلسفہ و حکمت سے عاری، بے چینی، اور کرب اضطراب پر مشتمل ہیں جو اجتماعی واخلاقی برائیوں کا سبب بنتے ہیں۔

۔لواط: مرد مرد کا شنیعہ فعل مذکورہ بالا دونوں جرائم سے بدتر ہے تاہم لواط اور مساحقہ دونوں اپنی جگہ انسانی فطری تقاضوں کی حدود سے بھی تجاویز کرتے ہیں۔ کیونکہ انسان کی طبیعت کے تحت جرائم کا ارتکاب انسانی عمل یا قانون کے دائرے سے باہر ہوتا ہے جنسی خواہشات کے فطری عمل کو خارج از قانون انجام دینے کو شریعت نے زنا کہا ہے یہ فطری تقاضوں سے کھلا انحراف ہے اور ہر قانون سے بغاوت کرنے والوں کے لئے سزا بیان ہوئی ہے لیکن مساحقہ اور لواط کو اصلاً فطرتِ انسانی تو چھوڑیں، حیوانیت یا بہیمت جیسی صفات بھی نہیں کہہ سکتے ہیں۔ یہ اس سے بھی گئے گزرے عمل ہیں کیونکہ آپ کو کسی پرندے یا حیوان میں نظر نہیں آئے گا کہ حیوان جنسی خواہشات کو اپنے ہم جنس سے پورا کرے۔ یہ عمل صرف انسان ہی انجام دیتا ہے چونکہ یہ عمل حیوانیت سے بھی گیا گزرا ہے لہٰذا قرآن نے اس کے لئے کوئی نام بھی ذکر نہیں کیا ہے اور اسے فاحشہ و جرم کہنے پر اکتفاء کیا ہے۔ یہ جہاں تک اس کی سزا کا تعلق ہے عاقل انسان پر اس کا اطلاق شریعت کی معین کردہ حدود

و قیود کے اندر ہوتا ہے لیکن جہاں کوئی فطری تقاضوں سے تجاویز کرے اور حیوانات کی بہ نسبت بھی گیا گزرا عمل انجام دے اس کی کیا سزا ہونی چاہئے؟ کیا کوئی اس کے لئے کوئی سزا معین کرنا ممکن ہے؟ یہاں اہل فکر و دانش کو سوچنے کی ضرورت ہے۔

(سورہ النساء آیت ۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے) "والّذانِ یاتیٰنِھا منکم فئاذوھُما فاِن تابا وَاَصلحافاَعرِضوا عنھُما انَّ اللہ کانَ توَاباً رحیماً تم میں سے جو افراد ایسا کام کرلیں انھیں ایذا دوا گروہ توبہ اور اصلاح کرلیں تو ان سے منہ پھیر لو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"

۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ دو مرد اس فاحشہ کام کا ارتکاب کریں تو ان کو اذیت دی جائے اگر توبہ وانابہ کر کے صالح ہو جائیں تو ان سے صرف نظر کیا جائے۔

۔ اذیت سے مراد اجتماعی و روحانی اور اقتصادی اذیت ہے جس طرح مساحقہ کے لئے حبس کرنے کا حکم ہے اس کے لئے اذیت دینے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس جرم کے مرتکب افراد معاشرے میں شرمندہ و بدنام ہوں۔

۔ خود ارضاعی (استمناء):

مرد یا عورت کے اپنے ہاتھ سے منی نکالنے کے عمل کو استمناء یا عادت سری کہتے ہیں اگرچہ شہوت پوری کرنے کے اس طریقے کو زنا نہیں کہتے کیونکہ اس میں ایک فرج کا دوسری فرج میں دخول نہیں ہوتا، تاہم اس عمل میں مرد اپنے ہاتھ کو عورت اور عورت اپنے ہاتھ کو مرد بناتی ہے یہ عمل قرآن کریم کی رو سے حرام ہے

" والّذینَ ھُم لِفُروجِھِم حٰفِظُونَ اِلّاعَلیٰ اَزواجِھِم اَوماملَکت اَیمٰنُھُم فاِنّھُم غیرُ مَلومینَ فَمنِ ابتَغیٰ وراءَ ذٰلِکَ فاُولٰئکَ ھُمُ العادونَ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتوں میں سے نہیں ہیں جو اس کے سوا کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاویز کر جانے والے ہیں" (سورہ مومنوں کی آیت ۵ تا ۷)

دنیا پرستی:

دنیا اور دنیا پرستی کی حقیقت جب میں دنیا کا دلدادہ اور اسیر بن جاؤں، جاہ و مقام کا غلام بن جاوں تو یہ سب

دنیا پرستی ہے اور میرا من غلام ہے حکومت کا دائرہ جس قدر وسیع ہو دنیا کی غلامی اسی قدر شدید تر ہو گی۔ انسان دنیا کا غلام ہونے کے باوجود اپنی غلامی سے آگاہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص نفس کے تسلط سے نجات حاصل کر سکے اپنے اس بدترین دشمن سے جان چھڑا سکے اور اسکی غلامی کا طوق اُتار پھنک سکے جیسا کہ انبیاء کی خواہش تھی تو وہ انسان کہلانے کا حقدار ہے ایسا انسان کسی چیز کا غلام نہیں ہوتا بلکہ ہر چیز اس کے غلام ہوتی ہے لیکن وہ ایسے خاطر میں نہیں لاتا اور کوئی وقعت نہیں دیتا۔ وہ نہ صرف اپنے دوستوں کی بھلائی کا خواہاں ہوتا ہے۔ بلکہ اپنے دشمنوں کی بھی بھلائی چاہتا ہے انبیاء کی روش بھی یہی تھی انبیاء کفار کا بھی غم کھاتے تھے اعر منافقین اور گمراہ لوگوں کو جو اپنے نفس اور دنیا کی محبت (جو تمام مفاسد کی بنیاد ہے) میں گرفتار ہیں آزاد کریں۔ یہ مشن نہایت سنگین تھا اس مشن پر مکمل عمل درآمد نہیں ہو سکا اور آئندہ بھی نہیں ہو گا۔ لوگ آخری دم تک انسان نہیں بن سکتے۔ ایک مشہور مقولہ ہے " ملا شدن چہ آسان " آدم شدن چہ مشکل " ۔

حب دنیا:

حب دنیا جو تمام برائیوں کا سرچشمہ ہے عجلت اور شتاب ذدگی کی ایک اور وجہ ہے حب دنیا میں گرفتار شخص حب دنیا کے ہاتھوں اندھا اور بہرہ ہو جاتا ہے دنیا کی محبت ایک ایک کی طرح دلوں میں شعلہ ور ہوتی ہے اور اسے ناپختہ خیالات کی پیروی پر مائل یا مجبور کر دیتی ہے جس کی وجہ سے وہ مشکلات اور مواقع کو دیکھ سکتا ہے نہ ان کا مقابلہ کرنے کی تیاری کر سکتا ہے نتیجہ شکست اور ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید حرص کی بیچ کنی کے لئے " دنیا پرستی " کو نشانہ بناتا ہے اور مختلف بیانات اور تغیرات کے زریعے مادی نعمتوں اور لذتوں کی قدر و قیمت کو انسان کی نظر میں کم کرتا ہے تاکہ دنیا کے عاشقانِ بیقرار عقل و شعور کیراہ اپنائیں اور حریصانہ انداز میں تمام انسانی و اخلاقی اقدار کو پیروں تلے روندتے ہوئے حصول دنیا کو پیچھے نہ لگے رہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے کہ: " وما الحیٰوۃُ الدُّنیا اِلّا لعبٌ وّلھوٌ یعنی دنیوی زندگی لہو ولعب کے سوا کچھ بھی نہیں ہے " (سورہ انعام آیت ۳۲)

اور اسی طرح احادیث کی روشنی میں دنیا پرستی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ: " حب دنیا سب سے بڑا گناہ ہے " (کنز العمال، ج ۳، ص ۱۸۴)

جلد بازی (عجلت):

جلد بازی اور شتاب زدگی فرد اور معاشرے کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کرتی ہے قرآن کریم جو ہمیں زندگی کا ایک جامع لائحہ عمل دیتا ہے کہ انسان کو صبر و تحمل کے ساتھ عمل کرنے اور جلد بازی اور عجلت سے اجتناب کا حکم دیتا ہے اور انبیاء کے واقعات میں ہمیں جلد بازی کے تلخ اور صبر و تحمل کے شیرین پھل سے آشنا کرتا ہے۔ جیسے حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے کہ " فاصبر لِحُکم ربّکَ ولا تکن کصاحِبِ الحوتِ إذ نادیٰ وھُو مکظُوم، لولا آن تدٰرکہ نعمۃُ من ربہٖ لنُبذ بالعرآءِ و ھو مذموم، فاجتبٰہ ربُّہ فجعلہ مِنَ الصّٰلِحینَ" (سورہ قلم ۴۸، ۴۹، ۵۰) پس اپنے رب کے حکم کے آنے تک صبر کرو اور مچھلی والے (یعنی حضرت یونس علیہ السلام) کی طرح نہ ہو جاو جب اُس نے حالت غم میں اپنے پروردگار کو پکارا اور اگر اُس کے رب کی نعمت اُس کی دستگیری نہ کرتی تو وہ صحرا میں پھینک دیا جاتا۔ اس حال میں کہ وہ مذموم ہوتا۔ پس اُس کے رب نے اُسے چُن لیا اور اُسے صالحین میں شامل کر لیا"۔

جلد بازی احادیث کی روشنی میں:

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: " مع العجلِ یکثرُ الذّلل " (غرر الحکم، ص۹۷۴۰) عجلت اور جلد بازی کی وجہ سے انسان کی غلطیاں زیادہ ہو جاتی ہیں'

۲۔ بعد اجتماعی:

(الف) تکبر:

تکبر اور استکبار داستان انبیاء اور آغاز خلقت میں سب سے پہلے جو صفتِ رذیلہ ہمارے سامنے آتی ہے وہ تکبر اور استکبار ہے تمام علمائے اخلاق اس بات پر متفق ہیں کہ یہ صفتِ اُم المفاسد یعنی تمام برائیوں کی ماں ہے اس صفت کا اظہار داستان آدم و ابلیس سے ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آدم کو سجدہ کریں تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے اپنے تکبر اور استکبار کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

دور حاضر میں تمام انسانی معاشروں میں اور تمام عالمی حوادث اور خرابیوں میں سب سے بڑا اور اولین سبب تکبر اور استکبار ہے اس کی لگائی ہوئی آگ میں جل رہے ہیں۔ لیکن کوئی اس دردانگیز بیماری کا علاج سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا۔

ارشاد بر العزت ہے کہ: " وإذ قُلنا للملٰئکۃِ اسجُدوا لِآدم فسجدوا الّآ ابلیسَ ابیٰ واستکبرَ وکانَ مِنَ الکٰفرینَ " (سورہ البقرہ ۳۴) اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ اور خضوع کرو، اور ابلیس کے سوا

سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا اور تکبر کیا (اپنی نافرمانی اور تکبر کی وجہ سے) کافر ہو گیا۔"

مولا علی علیہ السلام کا فرمان ہیں کہ: " اَقبح الخلقُ التکبُر یعنی تکبر بدترین اخلاقی بُرائی ہے"۔ ان احادیث میں تکبر کو دیگر تمام گناہوں کا سرچشمہ، عقل کے نقصان اخلاقی رذائل اور جنت میں داخل ہونے سے محرومی کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اس برائی سے روکنے کے لئے ایک مئوثر عامل اور متحرک کا کردار ادا کر سکتا ہے اور اس حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے کافی ہے کہ انسان کو انسان اور ایمانی مقام سے گرانے میں یہ صفت کس حد تک موثر ہے۔

(ب) حسد:

ایک اور اخلاقی برائی جس نے پوری انسانی تاریخ میں انسان کی فردی اور معاشرتی زندگی پر منفی اثرات مرتب کئے ہیں حسد ہے۔

حسد کے معنی یہ ہے کہ انسان دوسروں کے پاس اللہ کی نعمتیں دیکھ کر جلے اور ان نعمتوں کے زوال کی خواہش کے ساتھ ساتھ اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے۔

حسد انسان کی روح کی فضا کو تاریک اسکی زندگی کی فضا کو ظلماتی اور معاشرے کی فضا بدامنی اور بے سکونی سے بھر دیتا ہے حاسد کو دنیا میں آرام نصیب ہوتا ہے اور آخرت میں چین ملتا ہے چونکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ محسود کو اس نعمت سے محروم کر دے جو اس کے پاس ہے لہٰذا وہ انواع واقسام کے جرائم کا مرتکب ہوتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے غیبت کرتا ہے مختلف قسم کے ظالمانہ ہتھکنڈے اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا نفسیاتی بحران شدت اختیار کر لیتا ہے تو وہ قتل وخونریزی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔

حسد قرآن کی روشنی میں جیسا کی ارشاد رب العزت ہے کہ: قُل آعوذُ بربِّ الفلقؔ من شرّ ما خَلقؔ و من شَرِّ غاسق إذا وقَبؔ و من شرّ النّفّاثٰتِ فی العُقدِ" (فلق) کہو کہ میں صبح کی سفیدی کے رب کی میں آتا ہوں" پھر اس چیز کے شر سے، جو اُس نے پیدا کی، پھر رات کی تاریکی اور گرمیوں میں پھونک مارنے والی شیطانی طاقتوں کے شر سے پناہ مانگنے کے بعد آخر میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

حسد احادیث کی روشنی میں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہیں کہ " حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو ختم کر دیتی ہوں"

یہ حدیث اس بات کو بخوبی بیان کرتی ہے کہ حسد کی آگ انسان کی سعادت کے سارے سرمائے کو جو اُس

نے ساری زندگی میں کمایا ہو۔ جلا کر خاکستر کر سکتا ہے۔

بعد اجتماعی رفتاری:

ا۔ استہزاء (مذاق آڑانا):

اسلام میں ہر چیز کی حد بندی ہوتی ہے مذاق کی بھی ایک حد ہے اگر حد اعتدال میں ہو تو نہ صرف گناہ نہیں بلکہ حُسن ظن میں سے ہے اور اگر حد سے بڑھے اور گناہ سے آلودہ ہو تو یہ ایک بُری صفت بن جاتا ہے اور برے آثار ہوتے ہیں لوگوں کی اہانت کرنا مذاق نہیں بلکہ گناہ ہے۔

۔ قرآن مجید میں شدت کے ساتھ ایک دوسرے کا مذاق آڑانے اور مسخرہ کرنے سے منع کیا ہے اور کسی کو ذلیل کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ ارشاد رب العزت ہے

یاَیّھا الَّذین آمنوا لایسخر قومٌ من قومٍ عسیٰ اَن یکُونوا خیراً منھم ولانِساءُ من نِساءٍ عسیٰ اَن یکُنَّ خیراً منھنَّ" اے ایمان والو! خبردار کوئی قوم دوسرے کا مذاق نہ اُڑائے، شاید وہ اس سے بہتر ہو اور عورتوں کی بھی کوئی جماعت دوسری جماعت کا مسخرہ نہ کرے شاید وہی عورتیں ان سے بہتر ہوں"۔ (سورہ حجرات آیت ۱۱)

۲۔ مدگیری (حجاب):

کلمۂ حجاب، مادہ حجبہ سے ہے جس کا معنٰی ستر یعنی چھپانے کے ہے ہر وہ چیز جو دو انسانوں کے درمیان حائل ہو اور ایک دوسرے کی قد و قامت اور شکل و صورت دیکھنے میں مانع ہو حجاب کہلاتی ہے۔ کلمۂ حجاب قرآن کریم کے سورہ احزاب آیت ۵۳ میں آیا ہے یہاں حجاب سے مراد لباس یا کپڑا نہیں جس سے عورتیں اپنا بدن چھپاتی ہے بلکہ در و دیوار ہیں جس کی وجہ سے اجنبی و نا محرم افراد کی شکل و صورت اور قد و قامت نظر نہیں آتی۔

اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی زوجات سے کوئی چیز پوچھتے وقت گھر کے باہر سے پوچھیں اور اندر داخل نہ ہو۔ ارشاد رب العزت ہے۔

" یاَیّھا الَّذینَ اٰمنوا لاتدخُلوا بُیوتَ النَّبیِّ اِلَّا اَن یؤذنَ لکمُ (سورہ احزاب آیت ۵۳) اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے نبی ﷺ کے گھر میں نہ جایا کرو"

۔ مسلمانوں کا قرآن و سنت میں بیان کردہ شرعی و سیاسی اور اجتماعی و ثقافتی پابندیوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ استعمار نے مسلمانوں سے اسلامی لباس چھین کر انہیں اپنے گھروں یا دیار غربت میں بے حسی و بے چارگی اور اجنبیت کی زندگی گزارنے پر مجبور کیا ہے۔

۔اس وقت بے حجابی ایک خطرناک طوفانی ریلی کی شکل اختیار کرچکی ہے مسلمانوں کو اس بات کا خدشہ ہے کہ یہ ان کے دین و ایمان اور عزت و کرامت کو بہا دینے کے لئے کافی ہے! آج کی جوان لڑکیاں زندگی گزارنے کے لئے کیسے اس طوفان، بدتمیزی یعنی مغربی فاسد نظام کو چیلنج کرسکتی ہیں یا اپنی عفت و عزت کو بحال کرنے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کرسکتی ہیں۔

۳۔ خشم و غضب:

خشم و غضب انسانوں میں ایک غریزہ شمار ہوتے ہیں یہ حالت فوق العادۂ روانی ہے جو دل اور دماغ سے شروع ہوتا ہے جیسے آگ کے شعلے سب سے پہلے سر کو پھر پورے بدن کو گھیر لیتا ہے چہرے اور آنکھیں سرخ ہوتے ہیں ہاتھ پاوں لرزنے لگتا ہے ہاتھوں کو کان پر رکھتے ہیں۔ غصہ کی وجہ سے انسان کنڑول سے باہر ہوتے ہیں غصہ و غضب ناک کی وجہ سے انسان کے عقل صحیح کام نہیں کرتے۔ اُس وقت انسان اور دیوانہ میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ ممکن ہے کہ خطاء کی وجی سے صادر ہونے والی غصہ آخر عمر تک ناچار و بے بس کردیتے ہیں اس مناسبت سے حضرت علی علیہ السلام کا ایک فرمان ہے کہ

" خشم و غضب سے اجتناب کرو کیونکہ یہ آغاز میں مجنون اور آخر میں پشیمانی ہوتا ہے" (مستدرک الوسائل الشیعہ، ج ۱۲، ص ۱۲)

عوامل: خاندانی تکالیف:

(الف) ہر چیز کو سخت لینا، (ب) ہر چیز کو آسان لینا:

ا ہر چیز کو سخت لینا: یعنی والدین کا سخت رویّہ:

بہت سے ماں باپ ایسے ہیں کہ جو یہ بالکل فراموش کردیتے ہیں کہ خود انہوں نے اپنے ایّام جوانی کو کس طرح گزارا تھا۔ انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ عمر کے اس حصہ میں جوان دل کی اُمنگیں اور آرزوئیں کون کون سے طوفانوں کو جنم دیتی تھیں۔ والدین کے رویّہ میں سرد مہری ہو یا سخت گیری دونوں ایک ہی بنیاد رکھتے ہیں۔ ۔ معلوم نہیں ایسے والدین اپنے ماضی کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کیوں نہیں سوچتے کی آج جس مقام پر ہمارے بچے ہیں ان کی جگہ اگر ہم ہوتی تو ہماری کیا حالت ہوتی۔ اس کے برعکس نوجوانوں کو بھی اپنے ہی جیسا تصور کرلینا اور اور ان کی سوچ کو اپنی سوچ کے مانند سمجھنا یا یوں کہنا کہ وہ بھی انہی کی طرح سوچتے ہیں بہت خطرناک اور نہایت مہنگا سودا ہے۔ کبھی تو اس کے نتیجہ میں نوجوان جنون کی حد تک پہنچ جاتے ہیں

نوجوانوں کا خاندانی ذمہ داریوں سے کترانے لگنا، اقدام خودکشی، صحیح راہ سے بھٹک جانا اور مختلف امراض کا شکار ہونا، ان سب نتائج کا ایک بڑا سبب اس حقیقت کو نظر انداز کرنا ہے۔

۲۔ ہر چیز کو آسان لینا:

بعض اوقات والدین اپنے بچوں کے ہر خواہشات کو بہت آسانی سے پورا کر لیتے ہیں جس کے نتیجہ میں بچہ اسانی سے بگڑ جاتے ہیں یعنی بہت زیادہ پیار و محبت بھی انسان کو راہِ راست سے ہٹا دیتا ہیں اس لئے حد اعتدال ضروری ہے کیونکہ اسلام ہمیں یہی درس دیتا ہے جس میں نہ زیادہ افراط ہو نہ زیادہ تفریط ہو۔ بلکہ اعتدال ہو۔

نتیجہ:

اس مقالے کو لکھنے سے میں اس نتیجہ تک پہنچی کہ کس طرح معاشرے میں نوجوانوں کے اندر برائیوں کا رجحان زیادہ ہوتا جارہاہے۔ اور کس طرح سے اس بداخلاقی بیماری کو ختم یا دور کرنا چاہئے اس کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے اس کے راہِ حل ہمیں قرآن واحادیث سے واضح و روشن طریقے سے ملتے ہیں۔ جس کے لئے ہمیں تعلیمات اسلامی کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اگر میں اور آپ چاہئے تو یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے لیکن افسوس ہمیں معاشرے میں اس طریقے سے کام کرنے کی توفیق نہیں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نوجوان نسل دن بدن اخلاقی برائیوں کی طرف گامزن ہوتے جارہے ہیں۔

اس کے لئے ہماری ذمہ داری کیا ہے؟

نوجوانوں کے اخلاقی برائی عقیدہ کی کمزوری اور بے دینی آنے والی نسلوں کو ایک بڑے خطرے سے دوچار ہونے کے دھمکی ہے، معاشرہ کا ہر فرد اور خصوصاً دین کے لیڈران، مولوی حضرات، ذاکرین، والدین، مرّبی، اُستاد، مصنیفین و مولیفین اور مالدار یہاں تک کہ سبھی حضرات اس عظیم اور بڑی مصیبت کے ذمہ دار ہیں۔

ہمیں چاہیئے کہ ایک منظّم اور صحیح پروگرام کے تحت عقائد و اخلاق کی تعلیم دلیلوں کے زریعہ سیدھے سادے افراد نوجوان اور بچوں کی زہین نشین کرانے کی ضرورت ہے تاکہ نوجوان بچے غلط اور بے بنیاد راستوں سے دور رہے معاشرہ یا ماحول میں پیدا ہونے والے غلط رسومات کے خرافات کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے ان کے لئے آسان اور علمی کتابیں فراہم کریں قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرے لائبریری بنائیں اور ہر ممکن طریقے سے پڑھنے لکھنے کی طرف شوق ورغبت دلائیں، تاکہ غلط اخلاقی برائیوں اور افکار و کردار اپنانے سے محفوظ رہے۔

منابع:

۱۔ قرآن کریم

۲۔ آداب معاشرت۔ ناشر، اسلامی تحقیقاتی مرکز

۳۔ آئینہ اخلاق، مولف آیت اللہ شیخ عبداللہ مامقانی

۴۔ اخلاق و معنویت، آیت ۔۔۔ رہبر معظم رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ انسان کے کمال میں اخلاق کا کردار، مولف، آیت ۔۔۔ مجتبیٰ موسوی

۶۔ بحار الانوار، جلد، علامہ محمد باقر المجلسی

۷۔ بوستان کتاب، تربیت، مولف، آیت ۔۔۔ ابراہیم امینی

۸۔ تربیت اخلاق جلد سوم، مولف، دکتر محمد داودی

۹۔ تفسیر نمونہ جلد گیارہ، مولف آیت ۔۔۔ ناصر مکارم شیرازی

۱۰۔ تہذیب نفس سیر و سلوک، امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے

۱۱۔ تفسیر موضوعی، قرآن کا دائمی منشور، ج ۱۔۲، مولف آیت ۔۔۔ جعفر سبحانی، ترجمہ مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ خودسازی، مولف آیت ۔۔۔ ابراھیم امینی

۱۳۔ علم الاخلاق جلد اول، دوم، سوم، مولف آیت ۔۔۔ ناصر مکارم شیرازی، مترجم، سید نیاز محمد ہمدانی۔

۱۴۔ سبھی کے جاننے کی باتیں، مولف، آیت ۔۔۔ ابراہیم امینی

۱۵۔ فلسفۂ اخلاق، مولف، شہید مرتضیٰ مطہری

۱۶۔ فیروزۃ لغات، مولف، مقبول بیگ بدخشانی

۱۷۔ گناہانِ کبیرہ جلد اول و دوم، مولف، آیت ۔۔۔ شہید دستغب شیرازی

۱۸۔ لغات فارسی،

۱۹۔ غرر الحکم، مولف، عبدالواحد محمد تمیمی

۲۰۔ مستدرک الوسائل الشیعہ، جلد بارہ (۱۲)، مولف، ملّاء حسین نوری

۲۱۔ نوجوانوں کے جنسی مسائل اور ان کا حل، مولف آیت ۔۔۔ ناصر مکارم شیرازی

۲۲۔ قرآن میں مذکر و مونث، مولف علی شرف الدین

۲۳۔ کنز العمال، مولف علاء الدین علی بن حسام بہ معروف متقی ھند